www.novelsclubb.com
NC
کوئے
طلب
از قلم درِ ہالہ
IG:novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

کوئے طلب

از قلم

درِ ہالہ

www.novelsclubb.com

یہ رائیٹر دُرِّہالہ کی کہانی سیریز کی تیسری کہانی ہے۔اس سے پہلے کہانی "مرد کو درد نہیں ہوتا"، "ڈبویا ہے مجھے سہاروں نے" لکھ چکی ہیں۔یہ کہانی "کُوئے طلب" دو لڑکیوں کی کہانی ہے جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ماحول میں پلی بڑھی ہیں۔ آپس میں کزنز ہیں۔ایک مذہبی لڑکی اپنی امریکہ سے آئی کزن کو حق کے راستے پر چلنے میں مدد کرتی ہے اور اسے میدانِ عمل تک لے جا کر ایسی کامیابی حاصل کرتی ہے جو حقیقت میں دونوں کی ہے۔

www.novelsclubb.com

****

وہ میری فرسٹ کزن تھی جو مجھ سے ذرا فاصلے پر جائے نماز بچھائے ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی اور اب دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی تھی۔میں نے دیکھا اُس کے

لب دھیرے دھیرے حرکت کر رہے تھے۔ نظریں ہتھیلیوں پر ٹکی تھیں یا بند تھیں میں یہ اندازہ نہیں کر سکی۔ دوپٹہ چہرے کے اطراف سلیقے سے لپیٹا ہوا تھا جس میں اُس کا چہرہ دمک رہا تھا۔ یہ تبدیلی اُس میں اچانک نہیں آئی تھی۔ بہت وقت لگا تھا اُسے یہاں تک آنے میں۔

میں اُس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔ مجھے آج بھی یاد ہے یہ چہرہ کبھی ایسا نہ تھا۔ وہ ییل (Yale) سے پڑھی ایک ماڈرن لڑکی تھی جو اپنا بچپن امریکہ میں، ایک ایسے ماحول میں گزار کر آئی تھی کہ اُسے اِس ماحول میں گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔ جوائنٹ فیملی سسٹم تھا چار و ناچار اُسے یہاں رہنا ہی پڑا۔

جیسی بھی تھی میری کزن تھی ساتھ آنا، ساتھ جانا، وہ مجھے سمجھ چکی تھی اور میں اسے۔۔۔۔ خیر! میری اُس سے اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ مجھے آج بھی یاد ہے جب

ہم پہلی بار ساتھ شاپنگ کے لیے نکلے تھے اُس نے مجھے سر کے گرد سکارف لپیٹتے دیکھا تو اُنگلی سے میرے سَکارف کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"یہاں میں بھی۔۔۔کچھ کلاس فیلوز تھیں میری۔۔جو یہ سکارف اوڑھا کرتی تھیں۔ اچھا لگتا ہے تمہیں یہ؟"

وہ آنکھوں میں پسندیدگی لیے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ جبکہ میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لگے آئینے سے اپنے پیچھے کرسی پر بیٹھی جینز ٹاپ میں ملبوس اپنی کزن کو دیکھ کر مُسکرائی۔

"ہاں! مجھے یہ بہت اچھا لگتا ہے۔میں ایسے خود کو کمفرٹیبل(Comfortable)محسوس کرتی ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں کوئی کچھ کہتا نہیں؟؟ چچا، چچی؟ میرا مطلب ہے کہ۔۔ شاید تمہیں ایسے دیکھ کر کوئی uncomfortable ہوا ہو کبھی؟ یِیل میں تو اِس سکارف کی وجہ سے لڑکیوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے اکثر۔"

اس نے کچھ جھجھکتے مجھ سے سوال کر ڈالا۔ میں کچھ لمحے خاموش رہی پھر کہا:

"حق پر قائم جو بھی ہوا اسے بہت کچھ سننا پڑا، سہنا پڑا، آپ حق پر ہوں اور آپ کو کچھ کہا نہیں جا رہا تو اپنے عمل پر شک کرنا چاہیے کہ اِس میں کچھ گڑبڑ تو نہیں۔ جو حق پر ہوتے ہیں اُنھیں کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ میرے سکارف لینے سے اگر کوئی uncomfortable ہوتا ہے تو یہ اُس کا مسئلہ ہے میرا نہیں۔ مجھے پتا ہے میں صحیح کر رہی ہوں اور میرے لیے یہی کافی ہے۔"

میں نے آخری پِن اپنے سکارف میں اَڑسی اور مکمل اُس کی طرف گھوم گئی۔

"کہنے والوں نے نبیوں کو نہیں بخشا، خَالق تک کو اپنی زبان درازی کا نشانہ بنایا ہے۔اگر اچھائی کو اپنانے سے،اچھائی پر چلنے سے۔۔۔کوئی آپ کو کچھ کہتا ہے تو۔۔۔وہ آپ پر "احسان" کر رہا ہوتا ہے،اس بات کی "خوش خبری" دے رہا ہوتا ہے کہ "آپ حق پر ہیں"!!! یہ تو پھر "اپنے" ہیں جو "عنایت" کر رہے ہوتے ہیں ہم پر۔"

میں سانس لینے کے لیے رکی،وہ مجھے بغور سن رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

حلیم قریشی نے کہا تھا،

کوئی الزام کوئی طنز کوئی رسوائی

دن بہت ہو گئے یاروں نے عنایت نہیں کی

"تمہیں پتا ہے اِرم! میں uncomfortable بھی ہوتی ہوں لڑکیوں کو ایسے

حُلیے میں دیکھ کر۔میں نے اُس کے لباس کی طرف اشارہ کیا۔اس نے نظریں چرائیں۔

لیکن کسی کو فرق نہیں پڑتا، تو مجھے کیوں پڑے؟؟ جب کہ میں یہ جانتی ہوں۔۔۔ میں جو کر رہی ہوں وہی حق ہے۔"

ہم دونوں کے درمیان خاموشی کا ایک لمبا وقفہ آیا۔اِس دوران وہ اور میں کمرے سے نکل کر گیراج تک آ چُکے تھے۔گاڑی مجھے ڈرائیو کرنی تھی۔میں نے نوٹس کیا وہ سارا رستہ خاموش رہی تھی۔اس نے مجھ سے دوبارہ کوئی سوال نہیں کیا تھا یا شاید کوئی سوال بچا ہی نہیں تھا۔

میں یہ سب سوچنے میں مصروف تھی کہ اچانک کوئی آواز میری سماعت سے ٹکرائی تو ذہن ماضی سے نکلا اور اُس کا چہرہ میرے سامنے آیا۔وہ دعا مانگ چکی تھی اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگی تو اُسے دیکھ کر میرا چہرہ بھی کھل اٹھا۔میرے دل کی

خَواہش پوری ہوچکی تھی۔میں اُسے کُوئے طلب سے میدانِ عمل تک لانے میں کامیاب ہوچکی تھی اور میری یہ کامیابی صرف میری نہیں تھی اب اس کی بھی تھی۔

ختم شُد۔

****